اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور طریق تعلیم و تربیت

ڈاکٹر حافظ محمد سلیم

اسلامی نظام حیات میں تعلیم و تربیت کا شعبہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسوہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم و تربیت کا مفہوم و فضیلت ، ھر دو کے مقاصد اور وسائل و ذرائع پر مکمل راھنمائی ملتی ہے۔ نیز ھر دو کے مکی اور مدنی دور میں مرحلہ وار ارتقاء کا عمل اصول تدریج کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت ھوالذی بعث فی الأمیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب و الحکمۃ (۱) میں منصب رسالت کے حوالے سے جن چار امور کی نشاندھی کی گئی ہے ان میں سے تعلیم اور تربیت بھی ھیں ۔

علم اور حصول علم کی فضیلت پر سب سے بڑی دلیل آغاز وحی کی پہلی آیات ھیں جن کے ذریعے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کا حکم فرمایا گیا ۔

اقرء باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ اقرء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم ۔ علم الانسان مالم یعلم ۔ (۲)

اور جو نہیں جانتے انھیں اھل علم سے پوچھنے کا حکم دیا فاسئلوا اھل الذکر (۳)

اهل علم کی فضیلت کو یوں بیان فرمایا ,,قل هل یستوی الذی یعلمون والذین لایعلمون (۴) انما یخشی الله من عباده العلماء (۵) یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت ـ (٦) شهد الله أنه لا اله الاهو والملائکة و اولواالعلم قائماً بالقسط۔ (۷)

قصه آدم میں بھی آدم علیه السلام کی برتری کے اظهار میں وجه علم کو معیار بتایا گیا ـ وعلّم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملائکة فقال أنبئونی باسماء هؤلاء ان کنتم صدقین ـ قالوا سبحانک لاعلم لنا الا ما علّمتنا انک انت العلیم الحکیم ـ قال یا آدم أنبئهم باسمائهم فلما أنباهم باسمائهم قال ألم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ماتبدون وما کنتم تکتمون ـ (۸)

احادیث رسول اکرم صلی الله علیه وسلم میں بھی علم کی فضیلت پر تاکید ملتی ہے۔ ارشاد ہے ,,ما من رجل یسلک طریقا یطلب فیه علما الاسهل الله له به طریقا الی الجنة ومن ابطأ به عمله لم یسرع به نسبه (۹)

,,من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع (۱۰)

,,عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :

طلب العلم فریضة علی کل مسلم (۱۱)

,,من یرد الله به خیرا یفقه فی الدین " (۱۲)

,,عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ـ (۱۳)

آنحضرت صلی الله علیه وسلم علم اور تعلیم کو صدقه جاریه قرار دیتے هیں جس کا اجر موت کے بعد بھی جاری رهتا ہے۔

عن ابی هریرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مات الانسان انقطع عمله الامن ثلاثة اشیاء من صدقة جاریة اوعلم ینتفع به بعده او ولد صالح یدعوا له ـ (۱۴)

علم ایسی دولت ہے جس پر رشک جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ,,لاحسد إلا فی إثنین رجل اتاہ اللہ مالاً فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق واخر اتاہ اللہ حکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا ۔ (١٥)

علم کو وراثت انبیاء علیہم السلام قرار دیا فرمایا ۔

إن العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھماً انما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر ۔ (١٦)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے ,,معلم ،، کے وصف کو پسند فرمایا ۔ عن عبداللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مربمجلسین فی مسجدہ فقال کلاھما علی خیر واحدھما افضل من صاحبہ ...... واما ھولاء علماء فیتعلمون الفقہ ویعلمون الجاھل فھم افضل و إنما بعثت معلما ثم جلس فیھم ۔ (١٧)

چونکہ تعلیم و تعلم کا بنیادی مقصد تربیت اور تہذیب اخلاق ہے اس لئے احادیث میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر تاکید فرمائی گئی ۔ ارشاد نبوی ہے ۔

,,لا یکون لاحد ثلاث بنات او ثلاث اخوات فیحسن الیھن الا دخل الجنۃ ۔ (١٨)

ایک اور مقام پر فرمایا ,,ثلاثہ لہم اجران رجل من اھل الکتاب أمن بنبیہ و اٰمن بمحمدصلی اللہ علیہ وسلم والعبد المملوک اذا ادّی حق اللہ تعالی و حق موالیہ ورجل کانت عندہ امۃ یطؤھا فادّبھا فاحسن تادیبھا وعلمھا فاحسن تعلیمھا فتزوجھا فلہ أجران ۔ (١٩)

درج بالا آیات و احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تعلیم کا ہر وہ طریق اور نظام جو تربیت کے واسطے سے تہذیب اخلاق پر منتج نہ ہو وہ جسد بے روح کی مانند ہے۔ اس لئے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تربیت اور علم و عمل کو ایک دوسرے

کا جزو لازم قرار دیا ۔ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں دیکھیں تو یہ حقیقت پوری طرح اجاگر ہو جاتی ہے کہ تعلیم کا وہی انداز اثر پذیری کی استعداد رکھتا ہے جس کی اساس معلم اپنے عمل سے فراہم کرتا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ زبانی تلقین کے ساتھ عملی نمونہ پیش فرما کر مقصد مخاطب کے دل پر نقش فرما دیتے تھے ۔

مکی دور میں تعلیم و تربیت کے اہم مراکز میں دار خدیجۃ الکبریٰ ہے طبری اور ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ جب حضرت جبریل نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نماز کی ادائیگی کا طریقہ بیان کرنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وضو کیا ۔ آپ نے بھی وضو کیا اور پھر جبریل نے آپ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی حضرت جبریل کے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے حضرت خدیجہؓ کے سامنے وضو فرمایا تاکہ انھیں بھی نماز کی تیاری کا طریقہ معلوم ہو جائے پھر حضرت خدیجہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نماز ادا کی ۔ (۲۰)

اس روایت سے باور کیا جا سکتا ہے کہ ابتدائی دور میں دین اسلام کی اساسی تعلیمات اور آداب اسلامی کی تعلیم کا حالات کی مناسبت سے پہلا مرکز حضرت خدیجہؓ کے گھر قائم ہوا ۔ اس نوع کی روایات کے حوالے سے دار ارقم بن ابی الارقم کو بہت اہمیت حاصل ہے ۔ کبار صحابہ جو پہلے مشرف باسلام ہوئے قرآن پاک کی نازل شدہ آیات کی تعلیم اور عملی تربیت کے لئے اس مرکز میں جمع ہوتے تھے ۔ (۲۱) ابتدائی دور میں اگرچہ کفار کی جانب سے ایذا رسانی انتہا پر تھی لیکن حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے تعلیم و تربیت کے لئے ہر لمحہ سے بھر پور فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ شعب ابی طالب

میں معاشرتی مقاطعہ کے سبب جن لوگوں کو آپ کے ساتھ رکھا گیا آپ نے ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی ۔

ہجرت مدینہ سے پہلے بھی تعلیم و تربیت کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل اور علاقوں میں ,,معلمین،، بھیجے ۔

بیعت عقبہ اولی کے موقع پر اہل یثرب کی درخواست پر حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بطور معلم مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ وہاں اہل مدینہ کو قرآن پڑھائیں اور احکام کی تعلیم دیں ۔ چنانچہ مدینہ میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی رہائش حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر پر رہی ۔ اس طرح اسعد بن زرارہؓ کا مکان مدینہ منورہ میں تعلیم و تربیت کا اولین مرکز قرار پایا ۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس مشن یعنی تعلیم و تربیت اور دعوت اسلام کو انتہائی کامیابی کے ساتھ سر انجام دیا ، اہل مدینہ میں قبول اسلام کا ذوق پیدا ہوا ۔ اس کے نتیجہ میں اگلے سال بیعت ثانیہ کے موقع پر ایام تشریق میں مدینہ شریف سے بہتّر افراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی ۔

ہجرت مدینہ کے بعد تعلیم و تربیت کا پہلا مرکز حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا مکان تھا اس گھر کی دو منزلیں تھیں ۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نچلی منزل میں رہائش پذیر ہوئے ۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے از راہ ادب آپ کو اوپر والی منزل میں منتقل ہونے کی درخواست کی جس پر آپ نے فرمایا ,,إن ارفق بنا و بمن یغشانا ان نکون فی سفل البیت ،، یعنی ہمارے اور ان لوگوں کے لئے جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں اس میں سہولت ہے کہ ہم نچلی منزل

میں رھیں ۔ (۲۲) مسجد نبوی کی تعمیر سے قبل آپ کا قیام اسی جگہ رھا ۔ صحابہ کرام یہاں حاضر ھوتے اور اسلام کے بارے میں سیکھتے ۔ اس عرصہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خطبات سے اسلامی نظام تعلیم و تربیت کے مقاصد اور اھداف کی بھر پور نشاندھی ھوتی ہے ۔

اھم موضوعات اور اصول ذیل ھیں ۔

۱ ۔ توحید کی تعلیم ۔
۲ ۔ شرک سے اجتناب ۔
۳ ۔ کتاب اللہ کی عظمت
۴ ۔ عہد کی پابندی ۔
۵ ۔ ذکر الٰہی کی تلقین
٦ ۔ محبت الٰہی
۷ ۔ نیکی کے کاموں میں رغبت ۔
۸ ۔ حلال و حرام کی تمیز
۹ ۔ دنیا کی بےثباتی ۔
۱۰ ۔ شکر
۱۱ ۔ نفس کی برائیوں سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم ۔

اسلامی کردار کی تشکیل کے لئے ان ضروری عناصر کی نشاندھی اور اس کا طریق کار بیان کرنے کے بعد اھم مرحلہ مسجد نبوی کی تعمیر ہے جہاں تعلیم و تربیت کی غرض سے ,,صفہ،، (چبوترہ) بنوایا گیا ۔ صفہ ایک کل وقتی درسگاہ تھی جہاں دو قسم کے لوگوں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا ایک تو وہ لوگ تھے جو عمومی مسائل سیکھنے کے لئے باھر سے آتے اور چند دن ٹھہرنے کے بعد واپس چلے جاتے مثلاً بنی عامر اور بنی تمیم کے افراد،دوسرے مستقل اقامتی طلباء ۔ یہ حضرات

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام سیکھتے اور عملی تربیت حاصل کرتے ۔ ان کی کفالت بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ۔ صحیح بخاری میں ان کا نام قراء بتایا گیا ۔ ان اصحاب کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی ۔ بعض اوقات یہ تعداد چار سو تک پہنچ جاتی اور کبھی یہ تعداد ۷۰ سے ۸۰ تک رہ جاتی ۔ یہاں سے عظیم المرتبت معلمین کی جو کھیپ تیار ہوئی ان میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی ہیں جنھوں نے علم حدیث کی ترویج میں خصوصی خدمات سر انجام دیں ۔ (۲۳) صفہ کی درسگاہ ایک تعلیمی اور تربیتی مرکز تھا ۔ طالبان علم کے علمی شغف کے راستے میں کوئی چیز حائل نہ ہوتی تھی ۔ شبلی نعمانی کے بقول یہ لوگ معاشی ضروریات کی کفالت کے لئے جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے انھیں بیچ کر آدھا خیرات کر دیتے اور آدھا احباب میں تقسیم کر دیتے ۔ (۲۴)

اس عہد میں ,,تعلیم بالغان ،، کا بہت مناسب انتظام تھا ۔ کاروباری حضرات کے لئے صبح و شام کلاسسز کا خصوصی اہتمام ہوتا ۔ مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے مدینہ میں تقریباً نو مساجد قائم ہو گئی تھیں ۔ دور کے صحابہ کرام ایک دن چھوڑ کر حاضر خدمت ہوتے اور درس میں شرکت کرتے ۔ حاضر ہونے والا باقی ساتھیوں کے پاس جا کر انھیں وہ سب کچھ بتا دیتا جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوتا ۔ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں اور میرا انصاری پڑوسی بنی امیہ بن زید کے مقام میں رہتے تھے حضور کی خدمت میں ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں حاضر ہوتا ۔ جس دن وہ آتا وہ وحی وغیرہ کے متعلق حالات بتا دیتا اور جس دن میں آتا میں بیان کر دیتا ۔ (۲۵) خواتین کی تعلیم کے لئے علیحدہ بندوبست کیا گیا ۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ

عورتوں نے عرض کیا یا رسـول اللہ! مردوں نے آپ سے ہماری نسبت زیادہ حصہ لیا ہے آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر فرمائیں چنانچہ آپ نے ایک دن کا وعدہ فرمایا روایت کے الفاظ ہیں فلقیھن فیه فواعظھن و امرھن بصــدقة (۲۶) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ خواتین کے مـطالبے پر آپ نے ان کے لئے الگ جـگہ کا تعـین فـرمـا کر انھـیں تعــلیم دی۔ (۲۷) خواتین کی خصوصی مجالس کا انعقاد بھی ہوتا رہتا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ۔

,,نعم النساء الانصار لم یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین ۔ (۲۸)

یعنی انصاری عورتوں کو دین سمجھنے میں حیا مانع نہیں ہوتا ۔ ان دلائل و شواھد سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مردوں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت کے متعدد مراکز کھولے اور ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم کا اہتمام فرمایا ۔

اس ضمن میں حضور علیہ الصلـوۃ والسلام کا طریقہ تعلیم و تدریس لائق توجہ ہے۔ آپ سامع کی سہولت ، اسکی ذہنی صلاحیت، اسکے فہم و ادراک اور اسکی نفسیاتی کیفیت کا پورا خیال رکھتے ۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ سامع کی سہولت اور اسکی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو فرماتے اور ہر ممکن طریقہ پر بات سمجھانے کی کوشش فرماتے ۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا تکلم تکلم ثلاثـــا کی یفــهم عــنه ۔ (۲۹) حضرت انسؓ سے مروی حدیث میں ہے ,,انه کان اذا تکلم بکلمة اعادھا ثلاثا حتی تفھم عنه ۔ (۳۰) ,,انسان کامل ،، میں فتح الباری کے حوالے سے مرقوم ہے۔ ,,عن عائشة قالت اذا تکلم تکلم فصلا بینه فیحفظه منه من یسمعه و فی روایة یحدث حدیثا لو عده العاد لا حصاه،، یعنی جب آپ گفتگو فرماتے تو ٹھہر ٹھہر کر تاکہ بات پوری طرح سامع کے

ذهن نشین هو جائے اور وہ اس کا مکمل مفہوم محفوظ کر لے ۔ اسی طرح آپ سہولت کو بھی مدنظر رکھ کر گفتگو فرماتے ۔

عن ابن عباسؓ عن النبی انه علموا ویسروا ولا تعسروا واذا غضب احدکم فلیسکت یعنی آپ آسانی اور سہولت کی تعلیم دیتے اور سکھانے میں آسانی کو پسند فرماتے اور غصه کی حالت میں خاموش هو جانے کی تعلیم فرماتے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنهٗ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نے فرمایا ۔

,,خیر دینکم الیسرة وخیر العباد الفقه ,, (۳۱)

تعلیم کے ساتھ تربیت کا بطور جزو لازم هونا اسلامی نظریه علم کا خاصه ہے اس لئے هم دیکھتے هیں که رسول اکرم صلی اللہ علیه وسلم نے مکی اور مدنی ادوار میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا اهتمام فرمایا وہ تعلیمی مراکز جن کا ذکر کیا گیا وہ بلا شبه تربیت گاهیں تھیں جن میں تزکیه نفوس کے ذریعے صبرواستقلال ، توکل ، حسن خلق ، امانت و دیانت اور صدق جیسی بلند قدریں تعمیر شخصیت میں فعّال کردار ادا کرتی تھیں ۔ ایک دفعه جو دائرہ اسلام میں داخل هو جاتا تو پھر وہ اس کمال تربیت کے نتیجے میں عزم و همت اور ثبات واستقامت کا پہاڑ بن جاتا ۔ بلالؓ ، یاسرؓ ، عمارؓ اور سمیهؓ اور دیگر اصحاب نے مصائب و آلام اور راہ حق کی صعوبتوں پر صبر و استقامت کی جو بےنظیر روایات قائم کیں وہ حضور علیه الصلوۃ والسلام کے فیضان تربیت هی کا اثر هیں ۔ (۳۲)

اس عالیشان نظام تربیت کے تین اصول جو آیة ,,ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنه وجادلهم بالتی هی احسن,, (۳۳) سے ماخوذ هیں وہ یه هیں :

۱ ۔ حکمت　　۲ ۔ موعظت حسنه　　۳ ۔ جدال حسن

چونکہ تربیت کا مقصود اعلی اخلاقی قدروں کی محافظت اور تہذیب نفس ہے۔ اس حوالے سے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تہذیب نفس اور کمال انسانیت کے ضمن میں تین راھنما اصول مربی (تربیت دینے والا) سے متعلق ملتے ھیں۔

۱۔ حسن خلق ۲۔ آسانی اور سہولت

۳۔ قول وفعل میں مطابقت۔

یوں تو حسن خلق کی اھمیت محتاج بیان نہیں کیونکہ آیات و احادیث اس باب میں کثرت سے وارد ھیں (۳۴) یہاں بطور خاص یہ بات بیان کرنا مقصود ہے کہ مربی اور معلم کے لئے حسن خلق اور زیادہ ضروری ہے۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن روانہ کرتے ہوئے ھدایت فرمائی ، احسن خلقک للناس یا معاذ (۳۵) تربیت کے عمل میں جس حسن خلق اور نرمی کا برتاؤ درکار ہے اسکی مثال اسوۂ رسول میں ملاحظہ کیجئے مسند احمد میں حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آیا اس نے دو رکعت ادا کیں پھر کہنے لگا اے اللہ! مجھ پر اور محمدؐ پر رحم فرما اور ھمارے علاوہ کسی پر رحم نہ فرمانا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تو نے وسیع چیز کو تنگ کر دیا پھر اس نے جلدی میں مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کی طرف دوڑے آپ نے فرمایا ,,انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین اھریقوا علیہ دلوا من ماء او مسجلا من ماء،، یعنی تمھیں آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے مشکل پسند نہیں اس پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ (۳۶)

تربیت کرتے وقت آپ سہولت اور نرمی کو پیش نظر رکھتے۔ قرآن مجید میں آپ کے اوصاف میں سے نرمی ، رحمدلی اور شفقت ہے۔

فبما رحمة من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفرلھم وشاورھم فی الامر۔ (۳۷)

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتّم حریص علیکم
بالمؤمنین رءوف رحیم ۔ (۳۸)

تربیت کے حوالے سے نرمی اور سہولت و خوشدلی کی تاکید فرمائی ارشاد رسول ہے۔

یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا ۔ (۳۹)

لوگوں کی سہولت اور طبائع کے پیش نظر آپ نے وعظ ونصیحت کے لئے دن مقرر فرمائے ہوئے تھے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ھیں ۔

کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یتخولنا بالموعظة فی الایام کراهة السامة علینا (۴۰)

یعنی آپ وعظ و نصیحت کے لئے موقع اور وقت کی رعایت فرماتے تاکہ ھم لوگ اکتا نہ جائیں ۔ آپ کو جب بھی دو کاموں میں اختیار ہوتا تو آپ ھمیشہ آسان کام کو اختیار فرماتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ھیں ۔

ماخیر رسول اللہ فی امرین قط الا أخذ الیسر ھما مالم یکن اثما ۔(۴۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ تربیت کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ آپ نے کبھی ایسی بات بیان نہیں فرمائی جس پر خود عمل نہ کیا ہو۔ قرآن مجید میں قول و فعل میں تضاد پر سخت نکیر ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔ کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون ۔ (۴۲) بنی اسرائیل کی اس سرشت پر سرزنش کی اور فرمایا ,,أتا مرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ۔ (۴۳) سید سلیمان ندوی لکھتے ھیں ۔

,,آپ نے اگر غریبوں اور مسکینوں کی اعانت کا حکم فرمایا تو پہلے خود اس فرض کو ادا کیا ۔ خود بھوکے رھے اور دوسروں کو کھلایا ۔

اگر آپ نے دشمنوں اور قاتلوں کو معاف کر دینے کی تلقین کی تو پہلے خود اپنے دشمنوں کو معاف کیا ۔ کھانے میں زھر دینے والوں سے درگزر کیا ۔ ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا ۔ جنھوں نے آپ پر تیر برسائے اور تلواریں چلائیں مسلح ھو کر بھی کبھی ان پر ھاتھ نہ اٹھایا کپڑوں کی شدید ضرورت کے وقت بھی جس نے آپ سے کپڑا مانگا خود اپنی چادر اتار کر اس کے حوالے کر دی یہی وجہ ہے کہ دوسرے مذاھب کے لوگ اپنے راھنماؤں کے اقوال سناتے ھیں اور مسلمان اپنے پیغمبر علیه الصلوة والسلام کے نہ صرف اقوال پیش کرتے ھیں بلکہ آپ کے عملی نمونے بیان کر کے دعوت عمل بھی دیتے ھیں ۔ (۴۴)

سیرت طیبه کے حوالے سے تربیت کے تین مناھج طے پاتے ھیں ۔

۱ ۔ تربیت باطن

۲ ۔ تربیت ظاھر

۳ ۔ اصلاح عادات و اطوار ۔

باطنی تربیت میں اصلاح عقائد ، تزکیه نفوس ، تصفیة قلوب ، توکل علی الله ، خلوص و تقوی اور اصلاح نیت شامل ھیں ۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے قرآن مجید کا مجوزہ طریق ، اتباع رسول ہے ۔ فرمایا :

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم الله غفور رحیم ۔ (۴۵)

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآءُوک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحیما ۔ (۴٦)

باطن کا مکمل طور پر احکام الٰہی کے سامنے جھک جانا باطنی کمال کی انتہا ہے ۔ یه حالت جب پیدا ھو جاتی ہے تو انسان اپنے

خیالات ، جذبات اور احساسات تک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں ڈھلا ہوا محسوس کرتا ہے۔ باطن کی یہ کیفیت اصل ایمان اور روح دین ہے۔ رب العالمین فرماتے ھیں ۔

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۔ (۴۷)

باطن کی اس کیفیت سلیمہ کو آں حضور اس طرح بیان فرماتے ھیں ۔

لا یؤ من احدکم حتّی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ ۔ یعنی ایمان دار ہونے کے لئے اپنی خواھشات کو حضور کے تابع کرنا از بس ضروری ہے۔

مندرجہ بالا آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے یہ بات بطور اصول کے مترشح ھوتی ہے کہ تربیت باطن کے لئے اتباع رسول بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہے اور بغیر اس کے اصلاح باطن کا تصور محال ہے۔

رزق حلال کی اھمیت قرآن مجید کے اس حکم سے واضح ہے۔

یایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطن ۔ انہ لکم عد و مبین ۔ (۴۸) اور یایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض مّنکم (۴۹)۔ فرمایا کہ زمین میں سے پیدا ھونے والی پاک اور حلال چیزیں کھاؤ اور شیطان کی اتباع نہ کرو۔ اور دوسری آیت میں فرمایا کہ دھوکے سے دوسرے کا مال ناحق طور پر کھانے کی ھرگز کوشش نہ کرو سوائے اس کے جو آپس میں رضا مندی سے طے کر لو۔

رزق حلال کے حصول کے بارے میں حضور فرماتے ھیں ۔

ما اکل احد طعاماً خیراً من ان یا کل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدیہ ۔ (۵۰) اپنے ھاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی لقمہ نہیں اور داؤد علیہ السلام اپنے ھاتھ سے کام کر کے کھاتے تھے۔

حرام مال سے مجتنب رھنے کے بارے میں حضور فرماتے ھیں ۔

وعن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله طیب لا یقبل الا طیباً وان الله امر المومنین بما امر به المرسلین فقال یایها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً وقال یایها الذین آمنوا کلوا من طیبات مارزقنکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمدّ یدیه الی السماء یارب ومطعمه حرام و مشربه حرام وغذی باالحرام فانی یستجاب لذالک ۔ (۵۱)

یعنی حرام کھاتے پینے والے شخص کی دعا رد کر دی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ھیں کہ حرام کھانے والا شخص دوزخ میں جائے گا ۔ فرمایا ۔

لایدخل الجنة لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولی به ۔ یعنی حرام سے پرورش پانے والا جسم جنت میں داخل ھونے کے قابل نہیں ہے۔ (۵۲) صدقات و خیرات کی قبولیت کے بارے میں بھی اصول یہی ہے کہ الله تعالی پاک کمائی کا صدقه قبول فرماتے ھیں ۔ حضور فرماتے ھیں ۔

لایقبل الله صدقة من غلول ولا یقبل الا من کتب طیب ۔ یعنی الله تعالی حلال مال سے کی گئی خیرات قبول کرتا ہے چوری کے مال کی نہیں ۔ (۵۳) رزق حلال پر تاکید حرام کی ممانعت کی وجه یه ہے که حلال انسان کے باطن میں نور ایمان پیدا کرتا ہے اور حرام اور مشکوک اشیاء سے انسان کے باطن میں ایسی تاریکی پیدا ھوتی ہے گویا اس نے اپنے باطن کی پاکیزگی اور صفائی کو نار دوزخ سے جلا دیا ھو ۔ قرآن کریم نے مال باطل کے باطنی اثرات کو مال یتیم کے حواله سے یوں بیان فرمایا ۔

ان الذین یأکلون اموال الیتامی ظلماً انما یأکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا ۔ (۵۴) مال یتیم کے ذریعه حاصل کرده اشیاء کا

استعمال گویا نار دوزخ کا استعمال ہے۔ مال یتیم پر قیاس کرتے ہوئے مساکین ، غرباء ، فقراء اور بیو گان کا مال ، ظلم و تشدد ، رشوت ، ڈاکہ چوری اور دھوکہ دھی سے حاصل کیا ھوا مال بھی باطن کو مال یتیم کی طرح تباہ کر دیتا ہے۔ اس لئے تربیت باطن کی خاطر حرام سے پرھیز ضروری ہے۔

تربیت باطن کے لئے آں حضور نے مشکوک اشیاء کے استعمال سے پرھیز ضروری فرمایا ہے۔ کیونکہ مشکوک چیز ممکن ہے حرام ھو اور حرام چیز کا استعمال باطن کی پاکیزگی کو پراگندگی میں بدل دے۔ اسلئے آں حضور نے فرمایا کہ حلال و حرام واضح ھیں ۔ اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ھیں جن کے بارے اکثر لوگ ناواقف ھیں ۔ پس جو مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے دین پاک کیا ۔ اور آبرو کو محفوظ رکھا اور جو شخص مشتبہ چیز میں مبتلا ھوا وہ حرام میں مبتلا ھوا "۔ اسلئے مشتبہ چیز کے استعمال سے حتی المقدور بچنا ضروری ہے۔ بعض مشکوک معاملات میں آں حضور نے اپنے دل سے مشورہ لینے کا حکم دیا ہے۔ اسلئے کہ قلب مومن نیکی کے معاملات میں پرسکون اور برائی کے معاملات میں پریشان ھو جاتا ہے اسلئے شک والے کام کو چھوڑ کر سکون والے کام کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ۔

عن الحسن بن علی قال حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریبک الی ما لا یریبک فان الصدق طما نیۃ وان الکذب ریبہ ۔ فرمایا کہ شک والی چیز چھوڑ کر اطمینان والی چیز اختیار کرو کیونکہ سچ دل کے لئے اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ تردد اور شک کا باعث بنتا ہے۔ (۵۵)

حلال و حرام کی عدم تمیز پر اظہار ناراضگی کے طور پر حضور نے فرمایا یاتی علی الناس زمان لایبالی المرء کا اخذ منہ امن الحلال

ام من الحرام ۔ یعنی لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جائے گی ۔ لہذا حرام سے بچنے کے لئے مشکوک اشیاء کے استعمال سے پرہیز ضروری ہے ۔

باطنی تربیت کے لئے حدود اللہ کا احترام ضروری ہے ۔ کیونکہ حدود اللہ کا احترام خود اللہ کا احترام ہے ۔ قرآن فرماتا ہے ۔ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون ۔ (۵۶) حدود اللہ کی حفاظت کے جذبات انسانی قلب سے پیدا ہوتے ہیں جس کے بارے میں حضور فرماتے ہیں ۔

الا ان فی الجسد مضغۃً اذا صلحت صلح الجسد کلّہ ، واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب ۔ (۵۷)

دل کی اصلاح سے مراد یہ ہے کہ جب دل درست ہوتا ہے تو یہ اطاعت الٰہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اللہ کی حدود کا احترام کرتا ہے۔ شعائر الٰہی کی حفاظت کرتا ہے ۔ اور انابت الی اللہ کی منزل کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔ ذات الٰہی سے اس کا رابطہ بیدار ہو جاتا ہے اور ,,ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب،، کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ حدود اللہ کے احترام سے باطن کی اصلاح ، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ نیت میں خلوص اور اعمال میں طہارت پیدا ہو جاتی ہے ۔ غرور ، تکبر ، ریا اور برائی کی طرف رغبت ناپید ہو جاتی ہے۔ اور باطن خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمودات عالیہ اور توجیہات کریمانہ سے صحابہ کرام کے باطن کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ قیصرو کسریٰ کے سامنے اعلاء کلمۃ الحق کے لئے تیار ہو گئے ۔

انسان کے ظاہر کا تعلق اس کی اپنی ذات ۔ دوسروں سے تعلقات فرائض کی بجا آوری اور معاشرے میں صحیح کردار کی ادائیگی سے

ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی تربیت اس طرح فرمائی کہ ہر فرد کو زندگی کے تمام شعبوں میں ایک بہترین انسان کے معیار پر پہنچا دیا ۔ آپ نے انہیں انفرادی زندگی کے آداب اور معاشرتی زندگی کے ایسے اصول عطا فرمائے کہ ان کو اختیار کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی سوسائٹی جنت نظیر بن گئی ۔

اصلاح فرد کے لئے آپ نے ارکان اسلام پر سختی سے عمل پیرا ہونے پر زور دیا ۔ اسلئے کہ فرد کی اصلاح کے لئے ارکان اسلام سے بہتر کوئی لائحہ عمل نہیں ۔ مثلاً نماز برائی اور بےحیائی سے روکنے کا کردار ادا کرتی ہے۔ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ روزہ تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی باھمی ھمدردی ، محبت ، اخوت اور ایثار پیدا کرتی ہے اور مال کی محبت دور کرکے انسان کو دوسروں کا غمگسار بناتی ہے۔ حج کے ذریعہ انفرادی زندگی کو اجتماعی رنگ میں ڈھالنے اور ذاتی مفاد کو ملی مفاد پر قربان کرنے کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ عبادات کے ذریعہ اسلامی مزاج پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے فرد میں غیرت ، خود داری ، ذاتی وقار اور محنت کی عظمت کو بھی اجاگر فرمایا ۔ اور فرمایا ۔

ما اکل احد طعاما قط خیرا انْ یأکل من عمل یدہ و ان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ ۔ یعنی کوئی شخص اپنی ھاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی چیز نہیں کھاتا اور حضرت داؤد اپنے ھاتھ سے کما کر کھاتے تھے ۔ (۵۸)

دوسروں سے سوال کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا ۔

ما یزال الرجل یسال الناس حتی یاتی یوم القیامۃ لیس فی وجھہ مزعۃ لحم ۔ یعنی سوال کرنے والے کے چہرے پر قیامت کے روز گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا ۔ (۵۹)

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین کے نتیجہ میں حضرات مہاجرین کرام نے زیادہ دیر تک انصار پر بوجھ بننا پسند نہ کیا اور اپنا ذریعہ معاش تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے ۔

آپ نے انفرادی زندگی کی بعض ایسی قوتوں کی نشاندھی فرمائی جن پر کنٹرول کرنا بےحد ضروری ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔

لیس الشدید باالصرعة انما الشدید الـذی یملک نفسه ، عند الغضب ۔ (٦٠)

جواں مرد اور طاقتور تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر کنٹرول رکھتا ہے ۔ غصہ پر کنٹرول کرنے کا طریقہ تعلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ :

اذا غضب احدکم وھو قائم فلیجلس فان ذھب عنه الغضب والا فلیضطجع ۔ (٦١)

یعنی جب کسی کو غصہ آئے تو کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے تاکہ کیفیت اور حالت بدل لینے سے ذہن کی حالت تبدیل ہو کر غصہ دور ہو جائے ۔

حیا داری کی صفت کے بارے میں فرمایا ، ان الحیا من الایمان اور ان مما ادرک الناس من کلا النبوة الاولیٰ ، اذا لم تستحی فافعـل ما شتئت ۔ (٦٢)

یعنی پہلے پیغمبروں کی تعلیمات میں سے یہ بات ہے کہ جو حیاء نہ کرے وہ جو چاھے کرتا پھرے ۔ جواں مردی کا جوھر بیدار رکھنے کے لئے آپ نے یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی کہ ,,اے اللہ میں تیری پناہ چاھتا ھوں ، سستی ، کاھلی ، بزدلی ، شدید بڑھاپے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور عذاب قبر سے ،، ۔ (٦٣)

انفرادی زندگی کی تربیت کے ساتھ آپ نے اجتماعی زندگی کے آداب بھی سکھائے ۔ کتب احادیث کی کتاب الاداب میں سینکڑوں

ایسی تعلیمات موجود ھیں جو معاشرتی زندگی کے اصول بیان کرتی ھیں ۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا ۔ اور اگر بیٹھنا بہت ضروری ھو تو راستے کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ۔ (یعنی نگاھیں حرام چیزوں پر نہ ڈالو ۔ کسی کو تکلیف نہ دو ۔ نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو) راستے سے تکلیف دہ چیز ھٹانے کو صدقہ بیان فرمایا ۔ راہ گزرتے ھوئے ھر واقف ناواقف کو سلام کہنے کا حکم دیا ۔ سلام کرنے کے آداب سکھائے ۔ دوسروں کے گھر جانے کے اوقات اور آداب بیان فرمائے ۔ دوسروں کے گھروں میں تانک جھانک سے منع فرمایا ۔ دعوت قبول کرنے کا حکم دیا ۔ دوسرے بھائی کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اس کے مفادات کا خیال رکھنے کا حکم دیا ۔ تین آدمیوں میں سے دو کو الگ ھو کر سرگوشی کرنے سے منع فرمایا کہ اس سے تیسرے کی دل شکنی ھوتی ہے ۔ اپنی پسندیدہ چیز دوسروں کے لئے پسند کرنے کی ترغیب دی ۔ خرید و فرخت میں نرم رویہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا ۔ دوسروں کے جان مال ، عزت و آبرو کا احترام کرنے کی تلقین فرمائی ۔ بخاری اور مسلم شریف میں ہے کہ آپ نے ھر مسلمان کے دوسرے پر چھ حقوق بیان کئے ھیں ۔

۱ ۔ بیمار کی تیمار داری کی جائے ۲ ۔ جنازہ میں شرکت کی جائے ۔

۳ ۔ دعوت قبول کی جائے ۔ ۴ ۔ آپس میں وقت ملاقات سلام کیا جائے ۔

۵ ۔ چھینک آنے پر الحمدللہ کہنے والے کے لئے یرحمک اللہ کی دعا کی جائے ۔

۶ ۔ اور دوسرے بھائی کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اس کی خیرخواھی کی جائے ۔ یہ چھ حقوق معاشرتی زندگی کی جان

ھیں ۔ اگر ان کی پاسداری نہ کی جائے تو معاشرتی موت واقع ھو جاتی ہے۔ آپ نے خواشگواری بحال رکھنے کے لئے دوسروں کے غلط نام رکھنے سے منع فرمایا ۔ زبان اور شرمگاہ کے صحیح استعمال کرنے والے کو جنت کی ضمانت دی ۔ آپ نے دوسروں کے ساتھ رحم کرنے ۔ مصیبت میں ساتھ دینے اور ضرورت پورا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ ظالم کے حوالے کرے اور جو مسلمان کسی بھائی کی حاجت پوری کرے گا تو اللہ تعالی اس کی حاجت پوری فرمائے گا ۔ اور جو کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کر دے گا ۔ اور جو کسی کے عیب چھپائے گا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی عیب پوشی فرمائے گا ۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نظام قائم فرمایا کہ اس سے نہ صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کی تربیت فرمائی بلکہ آئندہ قیامت تک کے لوگوں کی ھدایت کا اہتمام بھی فرما دیا ۔

آپ اگر کسی شخص میں اسلامی تعلیمات کے خلاف کوئی بات مشاھدہ فرماتے تو فوراً اس کی اصلاح فرما دیتے ۔ عہد نبوی کی بہت سی ایسی مثالیں موجود ھیں کہ آپ کے سامنے اگر کوئی ناپسندیدہ عمل کیا گیا تو آپ نے بر موقع اس کی اصلاح فرما دی ۔ مثلاً حضرت سلیمان بن الاکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص بائیں ھاتھ سے کھا رھا تھا ۔ آپ نے اسے دائیں ھاتھ سے کھانے کا حکم دیا اور فرمایا ۔

,,کل بیمینک ،، قال : لا استطیع ۔ ما منعه الا الکبر قال فما رفعھا الی فیه ,,اس نے چونکہ تکبر کی وجه سے کہا تھا کہ میں دائیں ھاتھ سے نہیں کھا سکتا ھوں۔ اسلئے اس کا دایاں ھاتھ ھمیشہ کے

لئے ناکارہ ہو گیا ۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ توراۃ کا ایک نسخہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور اسے پڑھنا شروع کیا ۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں، ووجہ رسول اللہ یتغیر ۔ فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما ترای ما بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فنظر عمر، الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اعوذ باﷲ من غضب اللہ وغضب رسولہ، رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواءِ السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لا تبعنی ۔ یعنی تورات پڑھ کر وقت ضائع کرنے سے حضور نے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر موسی دوبارہ زندہ ہو کر آ جائیں تو وہ بھی میری ھی پیروی کریں گے اسلئے تحریف شدہ کتاب کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ (مشکوۃ (۶۴) ،بحوالہ الدرامی)

ایک دفعہ کچھ حضرات مسئلہ تقدیر پر گفتگو کر رہے تھے ۔ آپ سنکر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا ۔

اَبھذا امرتم! ابھذا ارسلت الیکم ؟ انما ھلک من کان قبلکم خین تنازعوا فی ھذاالامر ۔ عزمت علیکم عزمت علیکم ان لا تنازعوا فیہ ۔ (۶۵)

کیا تمہیں یہی حکم دیا گیا ہے ؟ کیا مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے؟ تم سے پہلی قومیں اس مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے ھلاک کر دی گئیں ۔ میں تم پر لازم قرار دیتا ہوں اور مکرر لازم قرار دیتا ہوں کہ اس مسئلہ میں نہ جھگڑنا ۔ راوی بیان کرتے ھیں کہ اس نزاع کو سنکر حضور کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا گویا انار کے دانوں کا پانی آپ کے رخساروں پر نچوڑ دیا گیا ہو ۔ جس سے آپ کی سخت ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے ۔

ایک شخص مسجد میں آیا ، نماز پڑھنا شروع کی ، فراغت کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا ۔ آپ نے فرمایا ۔

ارجع فصل فانک لم تصـــل ـفصلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال ارجع فصل فانک لم فصل ثلاثاً فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیره فعلمنی فقال اذا قـمت الی الصلوة فکبر ثم اقراء ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتیّ تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی مطمئن جالساً ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم افعل ذلک فی صلوتک کلها ۔ (٦٦)

یه صحابی نماز غیر مسنون طریقه پر ادا کر رہے تھے ۔ آپ نے دیکھ کر اس کی اصلاح فرمادی اور قیامت تک کے مسلمانوں کو نماز صحیح پڑھنے کے آداب سکھا دیے که نماز آہستگی اور سکون سے ادا کرنا چاہیے ۔

لایعنی گفتگو اور سوالات کرنا اسلام میں پسندیده نہیں ہے اور پھر حضور سے ایسے سوالات کرنا تو بالکل ھی ممنوع ہے۔ ایک دفعه لوگوں نے آپ سے ایسے ھی سوالات پوچھنا شروع کئے ایک نے کہا میرا باپ کون ہے۔ دوسرے نے کہا میرا باپ کون ہے۔ آپ نے بتا تو دیا مگر ۔

فلما رأی عمر ما فی وجهه قال یا رسول اللہ انّا نتوب الی اللہ عزوجل ۔ (٦٧) ۔ راوی بیان کرتے ھیں که جب حضرت عمرؓ نے آپ کے چہره انور کی طرف دیکھا تھا تو اس پر ناراضگی اور غصے کے آثار پائے ۔ عرض کیا یا رسول اللہ ھم خدائے بزرگ و برتر سے توبه کرتے ھیں ۔ ایک دفعه ازواج مطہرات نے کچھ مطالبات کا سلسله شروع

کیا تو آپ نے بغرض تربیت ان سے علیحدگی اختیار فرمالی تاکہ انھیں آپ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کا احساس ہو جائے ۔ مشکوۃ میں یہ واقعہ مذکورہ ہے ۔ (٦٨) اس طرز عمل سے آپ نے امت کے مردوں کو یہ تعلیم دی کہ علیحدگی اور خاموشی اختیار کرنا بھی اصلاح کا ایک طریقہ ہے ۔

غزوہ تبوک میں بہت سے حضرات موسم کی سختی کی وجہ سے شریک سفر نہ ہوئے ۔ آں حضور کی واپسی پر انھوں نے آپ سے کوئی نہ کوئی بہانہ کر لیا اور عذر پیش کیا ، آپ نے ہر ایک کا عذر قبول فرما لیا ، اگرچہ آپ کو حقیقت حال کا علم تو تھا ۔ مگر آپ نے ہر ایک کی معذرت قبول فرمالی ۔ مگر تین حضرات ، کعب بن مالک ، مرارہ بن ربیع اور ھلال بن امیہ نے صحیح صورت حال بیان کر دی کہ ہم نفس کے دھوکے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کا انتظار کرو ۔ بخاری شریف میں حضرت کعب بن مالک سے طویل روایت مذکور ہے کہ ھمارے بارے میں آپ نے دیگر صحابہ سے فرمایا :

۱ ۔ ان سے کوئی گفتگو نہ کرے ۔
۲ ۔ سلام کا جواب نہ دے ۔
۳ ۔ بیویاں ازدواجی تعلقات منقطع کر لیں ۔

حضرت کعب بیان کرتے ھیں کہ یہ کیفیت ۵۰ دن تک جاری رھی ۔ اس دوران اگر میں حضور کی خدمت میں جا کر سلام عرض کرتا تو آپ رخ انور دوسری طرف موڑ لیتے ۔ ھم پر مدینہ کی زمین تنگ ھو گئی ۔ ھر وقت توبہ و استغفار میں مصروف رھتے کہ اللہ تعالی نے ھم پر مہربانی فرما کر توبہ قبول فرمالی ۔ (٦٩)

ازواج مطہرات سے قطع تعلقی اور ان حضرات سے معاشرتی مقاطع دراصل ایک نفسیاتی طریق تربیت ہے جس میں خاموش طریق

پر دوسرے کے رویہ اور طرز فکروعمل کی اصلاح کی جاتی ہے اور یہ طریقہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی سب سے موثر ذریعہ اصلاح سمجھا جاتا ہے۔

مراجع و مصادر

۱۔ سورۃ الجمعۃ/۲
۲۔ سورۃ العلق ۱ ـ ۵
۳۔ النحل/۴۳ ، الانبیاء/۷
۴۔ الزمر/۹
۵۔ فاطر/۲۸
۶۔ المجادلہ/۱۱
۷۔ آل عمران/ ۱۸
۸۔ البقرہ ۳۱ ـ ۳۳
۹۔ ابوداؤد ، سلیمان بن الاشعث السجستانی ، سنن ابی داؤد ، اسلامی اکادمی ، لاهور ، ۱۹۸۳ ـ ۱۱۵/۳
۱۰۔ ابن ماجه ، محمد بن یزید القزوینی ، سنن ابن ماجه ـ البابی الحلبی ـ قاهره، ۱۹۵۳ ، ۸۱/۱
۱۱۔ سنن ابن ماجه ـ ۸۱/۱
۱۲۔ احمد بن حنبل ، مسند احمد ، دارالمعارف ، مصر ، ۱۹۳٦ ، حدیث/ ۱۹۳۷
۱۳۔ ابن ماجه ۵۰/۱
ب ـ الترمذی ، محمد بن عیسی ـ الجامع الصحیح ، مصر ، مطبع منیریه ، ۱۹۳۱، ۱۵۴/۱۰
۱۴۔ جامع ترمذی : ۱۵/۱
۱۵۔ مسند احمد : ۸۷/٦
۱٦۔ سنن ابی داؤد : ۱۱۵/۳
۱۷۔ ابن ماجه : ۸۳/۱
۱۸۔ البخاری ، محمد بن اسماعیل : الادب المفرد ، دارالاشاعت ، کراچی ، ۱۹٦۹، ص ۵٦
۱۹۔ البخاری ، محمد بن اسماعیل : تجرید البخاریؒ ، ملک دین محمد اینڈ سنز لاهور ص ۴۴
۲۰۔ ابن هشام ، السیرة النبویه ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ، لاهور : ۲٦۹/۱
۲۱۔ ابن هشام ۱ ـ ۳۷۷
۲۲۔ ابن هشام ۱ ـ ۵۴۸
۲۳۔ شبلی نعمانی ، سیرة النبی ، دینی کتب خانه ، لاهور ، ۲۸۱/۱
۲۴۔ سیرة النبی ج ۲

۲۵ ـ تجرید البخاری ـ کتاب العلم : ص ۳۲
۲۶ ـ ایضاً ـ ص ۳۶۱
۲۷ ـ مسند احمد : ۱۳/ ۸۵
۲۸ـ العسقلانی ، ابن حجر : فتح الباری : مصر ۱۳۳۸ ھ : ۱/۳۳۹
۲۹ ـ مجمع الزوائد ـ ج ۱ ـ ص ـ ۱۲۹
۳۰ ـ تجرید البخاری ـ کتاب العلم ـ ص ۳۳
۳۱ ـ خالد علوی ـ انسان کامل ـ یونیورسٹی بک ایجنسی لاہور ، ۱۹۷۱ ـ ص ۲۳۹
۳۲ ـ ابو نعیم اصبہانی ـ حلیة الاولیاء ـ دارالکتب العربیہ ، بیروت ۱۹۸۰ : ۱/۱۶۹ ـ ۱۳۰ ـ ۱۳۱ ـ
۳۳ ـ النحل/۱۲۵ .
۳۴ ـ ۱ ـ الادب المفرد ، ص ۱۶۳ ـ ب ـ موطا ـ ص ۶۳۱ ـ ج ـ سنن ابی داؤد ۱/۵۳۰
۳۵ ـ موطا ـ ص ۶۳۰
۳۶ ـ مسند احمد : ۱۲/ ۲۳۳
۳۷ ـ آل عمران/ ۱۵۹
۳۸ ـ التوبہ/ ۱۲۸
۳۹ ـ بخاری : ۱/۱۳۸
۴۰ ـ ایضاً
۴۱ ـ مؤطا ـ ص ۶۳۰
۴۲ ـ الصف/ ۲ ـ ۳
۴۳ ـ البقرہ/ ۴۴
۴۴ـ صاحب زادہ ، ساجد الرحمن ، پیغمبر اخلاق ، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۱۹۸۵ ص ۷ ـ ۸
۴۵ ـ آل عمران/ ۳۱
۴۶ ـ النساء/۶۴
۴۷ ـ النساء/ ۶۵
۴۸ ـ البقرہ/۱۶۸
۴۹ ـ النساء/ ۲۹
۵۰ ـ خطیب تبریزی ، ولی الدین ، مشکوۃ المصابیح ، سعید سنز لاہور ـ ۲/۲
۵۱ ـ ایضاً
۵۲ ـ ایضاً ـ ص ۶
۵۳ ـ صحیح بخاری ، ۱/ ۶۰۹
۵۴ ـ النساء/ ۱۰
۵۵ ـ مشکوۃ ـ ۲/ ۶
۵۶ ـ البقرہ/ ۲۲۹
۵۷ ـ مشکوۃ ۲/ ۳
۵۸ ـ بخاری ، محمد بن اسمعیل : تلخیص بخاری ، کراچی ، غلام علی اینڈ سنز ، ص ۲۱۹
۵۹ ـ ایضاً ـ

٦٠ ـ موطا امام مالک ، ص ٣٣٢

٦١ ـ سنن ابی داؤد ، ٣/ ٥٢٥

٦٢ ـ بخاری ، تلخیص بخاری ـ ص ٢٢٥

٦٣ ـ ایضاً ، ص ٢١٩

٦۴ ـ مشکوۃ : ٢ / ۵۷

٦٥ ـ مشکوۃ ـ ٢ / ٣١

٦٦ ـ بخاری : ١ /٣٨٩

٦۷ ـ تجرید البخاری : ص ٣٣

٦٨ ـ مشکوۃ المصابیح : ٢/ ١١٣

٦٩ ـ تجرید البخاری ص ۷٨٨

●●●